تحریر
مجلہ زبان وادب
جلد۰۱شمارہ۰۱،۲۰۲۳

The Tradition of Manqabat in Urdu Poetry

اردو ادب میں منقبت نگاری کی روایت

Saba Munawar
Subject Specialist, Anmol School & Colleges, Samnabad, Faisalabad
Correspondence: sabarajpoothayat@gmail.com

Copyright: © 2023 by the authors.

This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Abstract
In Urdu language and literature, Manqabat is the oldest genre after Hamd and Naat. Manqabat begins with the Qur'an. In many verses of the Qur'an, the greatness, infallibility, and purity of the Prophet (s) as well as the Ahl al-Bayt (a) are mentioned. After the Qur'an, the greatest source of writing is hadiths. Among the poets of the late 20th century are Sardar Naqvi, Gulzar Bukhari, Ashar Tarabi, Saif Zulfi, Mohsin Naqvi, Iftikhar Arif, Zafar Sharb, Faiz-ul-Hassan Faiz, Asi Karnali, Iqbal Kazmi, Syed Sibt Jafar Zaidi, Dr. Khayal Amrohi, Hafeez Taib, Naqash Kazmi, Masher Lakhnavi and Rehan Azmi. Therefore, like Hamd and Naat, the genre of Munqabat also became prevalent, in which the spiritual and religious services of the elders of the religion are described with the spirit of kindness and devotion.

Keywords: Manqabat, Naat, Hamd, Hadith, Prophet, Genre, Poetry

تحریر
مجلہ زبان وادب
جلد۱۰ شمارہ۰۱، ۲۰۲۳

حمد و نعت کے بعد منقبت قدیم صنف سخن ہے۔ منقبت کا باقاعدہ آغاز قرآن مجید سے ہوا ہے۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات میں رسول خدا کے ساتھ ساتھ اہل بیت رسول کی عظمت، عصمت اور پاکیزگی کا ذکر ہے۔ قرآن مجید کے بعد منقبت نگاری کا بڑا ماخذ احادیث رسول ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کعب بن زبیر، عبد اللہ بن عباس نے بھی مناقب اہل بیت بیان کی۔ علاوہ ازیں طرماح بن عدی، دعبل خزاعی، فرزوق اور امام شافعی بی خدا ان اہل بی میں مشہور ہم ہیں۔ منبت کاری کا اندازہ عرب شاعری میں تھا وہ فارسی شاعری میں منتقل ہوا۔ فارسی شاعری کے زیر اثر اردو میں منقبت نگاری کا دور چلا ہوا۔

پروفیسر احسن زیدی منقبت کے فروغ کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ”مسلمانوں کے مخصوص مذہبی تصورات نے اردو شاعری کے مضامین اوراسالیب پر بھی گہرا اثر ڈالا۔ خدا کی حمد و بیان کرنے، رسول کی توصیف کرنے اور بزرگانِ دین کی مدح کو کارِ ثواب سمجھنے کے سبب حمد، نعت اور منقبت کو فروغ ملا۔“(۱)

اردو میں منقبت نگاری کا سلسلہ امیر خسرو سے شروع ہوتا ہے۔ جنہوں نے فارس کے علاوہ ریختہ میں بھی مناقب لکھے۔ ان کی منقبت مولا علی کی شان میں ہے۔ اس منقبت کو نصرت فتح علی خان نے قوالی کی صورت میں بھی پیش کیا ہے۔ رجی نے ”قطب مشتری" میں حضرت علی کے مناقب بیان کیے ہیں۔ نصرتی نے "گلشن عشق" اور "علی نامہ" میں حضرت علی کی متصل منقبت لکھی ہے۔ قلی قطب شاہ کے دیوان میں حضرت علی اور آئمہ اہل بیت کے مناقب موجود ہیں۔ علی عباس شاہ نے ایک قصیدہ در منقبت امیر المومنین حضرت علی قلم بند کیا ہے۔ ابن نشاطی نے ”پھول بن“ میں حضرت علی کے علاوہ امام حسین کی منقبت بھی لکھی ہے۔ امن نے مثنوی " "بھرام و حسن بانو". نو" میں امام حسن اور امام حسین کے مناقب لکھتے ہیں۔ میں امام حسین اور امام حسین کے مناقب لکھتے ہیں۔ ممتاز علی خان جعفر طاہر کی منقبتی شاعری کے متعلق اظہار خیال کرتے ہیں:

> مذہبی قصائد کا عمدہ مجموعہ سید جعفر طاہر کی سلسبیل ہے۔ جس میں قصائد و مناقب میں عزیز لکھنوی کے بعد ہماری زبان کو قومی نقطہ نظر سے جعفر طاہر جیسا بلند خیال آہنگ اور قادر الکلام شاعر آج تک نصیب نہیں ہو۔(۲)

اردو کی مذہبی شاعری میں منقبت نگاری کا آغاز فارسی منقبت کے زیر اثر ہوا۔ اس ضمن میں اردو کی مذہبی شاعری کی تاریخ کا. کا جائزہ لینے. سے اندازہ ہوتا۔ ہ ہوتا ہے کہ حمد، نعت منقبت، مرثیہ اور سلام سب ایک دوسرے میں مربوط ہیں۔ مذہبی شاعری کی یہ تمام

تحریر
مجلہ زبان وادب
جلد۱۰شمارہ۰۱، ۲۰۲۳

اصناف ایک ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔ یہ مذہبی اصناف سخن تاریخی اعتبار سے بھی گہرا ربط رکھتی ہیں۔ آج اگر مرثیے کی ساری تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو سلام و نظر آتے ہیں اور اسی طرح م منقبت کا تاریخی جائزہ لیں تو قصیدے کے اایران روشن:ن ہو جاتے ہیں۔ گو کہ قصیدہ بیت کے اعتبار سے وہ صنف سخن ہے جس میں کئی موضوعات کو برتا جا سکتا ہے۔ مگر اردو زبان ادب کے ناقدین کے نزدیک قصیدہ صرف اخلاقی، حمدیہ، نعتیہ اور منقبتی مضامین کے لیے موزوں ہے۔ اس کتے کو امداد امام اثر نے وضاحت کے ساتھ یوں بیان کیا ہے:

> ”قصیدہ کی اصل غرض یہ ہے کہ شاعری کے پیرائے میں مسائل اخلاق و معاشرت و تمدن و معاش و معاد وغیرہ کی تعلیم دینی و دنوی بنی آدم کو نصیب ہو یا حمد و نعت محمد مصطفی صل العالم و منقبت علی مرتضی و آئمہ باصفا سے شاعر کو ثواب عقبی حاصل ہو اور سامعین کو ذکر خدا اور رسول صلی اللام و آئمہ سے توفیق عبادت پیدا ہو۔“(۳)

اس اعتبار سے اگر درباری قصیدوں کا جائزہ لیا جائے تو ان کی تعداد قصیدوں کی نسبت تھوڑی نظر آتی ہے۔ مذہبی قصیدوں کی تعداد میں برتری کا کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ دور متقدین سے ہی شعراکے فکری اور اعتقادی رجحانات اسلام کی برگزیدہ ہیتوں کی طرف مائل تھے۔ اس امر کی عکاسی فائز دہلوی کے اس بیان سے ہوتی ہے:

> ”میں نے "مدح مردم" نہ کی کیونکہ اس سے گدائی کی بو آتی ہے۔۔۔ سوائے بادشاہ حقیقی کی ذات کے، کوئی اور قابل مدح نہیں، یا پھر آئمہ کی مدح کی جائے تو ثواب وحسنہ کا باعث ہے۔“(۴)

فائزہ دہلوی کے اس بیان کو میر انیس ایک شعر میں اس طرح پیش کرتے ہیں:

غیر کی مدح کروں شہ کا ثنا خواں ہو کر
مجری اپنی ہوا کھوؤں سلیمان ہو کر (۵)

گو کہ میرانی قصیدہ گو شاعر نہیں تھے لیکن ان کا یہ شعر اس وقت کے اہم مذہبی شعراکے طبعی رجحانات اور اعتقادات کی عکاسی کرتا ہے۔ اردو میں منقبتی شاعری بھی شروع سے ہوتی رہتی ہے۔ دکن میں قطب شاہوں اور عادل شاہوں کے زمانے میں ایسے قصائد کا سراغ ملتا ہے جن کا موضوع منقبت ہے۔ دکنی مناقبت میں سادگی بیان کے ساتھ عقیدت و محبت کے احساس و جذبات نمایاں ہیں۔ دکن کے نمایاں منقبت نگاروں میں قلی قطب شاہ نصرتی، غواضی، ہاشمی، ملاوجہی اور ولی دکنی شام ہیں۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ کی ایک منقبت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

کہتے ولیاں ہیں شاہ جس سوشہ ہمارے ہیں علیؑ

پیارے نبیؐ کے جیو کے سو او پیارے ہیں علیؑ

سورج ولایت کھن کے ہور صاحب سو دنیا و دین کےؑ

جنگ کے سنگار ہور عرش کے آپ گوشوارے ہیں علی(۶)

ولی دکنی کے دیوان میں جتنے بھی قصیدے ہیں وہ حمد و نعت اور منقبت یا موعظت کے رنگ میں ڈوبے نظر آتے ہیں۔ ولی کے قصیدوں میں کوئی بھی قصیدہ دنیادی شاہان مملکت کے لیے نہیں لکھا گیا۔

چند منقبتی اشعار:

ختم خلفا کی کیا کہوں میں بات　　جس کے رتبے کا عرش پر ہے محل

جب ہوا وہ سوار دلدل پر　　فوج پر فوج دل پہ مارا دل

وہ ہے یکتا دین کہ جن نے کیا　　لاکھ مشکل کو ایک پل میں حل

نام اس کہ کو جس کے تقوے سے　　زور نے زور مل نے مارا بل

ہے علی ہے کہ جس کی دہشت سے　　جی گیا دشمنوں کا تن سے نکل[۷]

شمالی ہند میں اردو بھی شاعری کے آغاز کے ساتھ ہی حمدیہ، نعتیہ اور منقبتی شاعری کی روایت کی ابتدا دہلوی نے بھی قصیدے لکھے اور وہ درباری مدح وہ عام انسانوں کی مدح مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ شمالی ہند میں منقبت نگاری کے آغاز پر محققین حتمی طور پر جس نام پر متفق نظر آتے ہیں اسمعیل امروہی، جن کی مثنوی بعنوان "تولد و وفات نامہ بی بی فاطمہ میں منقبتی رنگ نمایاں ہے۔ اردو میں منقبتی شاعری کا باقاعدہ رجحان محمد شاہ کے زمانے میں نظر آتا ہے۔ اس زمانے کے نمایاں منقبت گو شعرا میں شاہ حاتم، اشرف علی خاں اور میر محمدی بیدار شامل ہیں۔ اردو منصب کے سفر میں ایک بلند ترین مرتبے پر مرزا رفیع سودا نظر آتے ہیں۔ سودا بلاشبہ اٹھارہویں صدی عیسوی کے سب سے نمایاں منقبت گو شاعر ہیں۔ سودا نے اپنی منقبتوں میں قصیدے کی ہیئت کو برتا ہے۔ کچھ اشعار ملاحظہ ہوں:

شیر یزداں شیر مرداں علی عالی قدر　　وصی ختم رسل اور امام اورل

خاک نعلین جس کی مد طالع سے پہنچے　　اس شخص کو جو شخص اعمائے ازل

وہ نظر آئے اسے دہر کی بینائی ہے　　رہ گیا اور رہے گا جو ابد تک او جھل

مدح غائب سے کھلے اس کے نہ مداح کا دل　　روبرو مطلع ثانی سے یہ ہو عقدہ حل [۸]

تحریر
مجلہ زبان وادب
جلد۱۰ شمارہ۰۱، ۲۰۲۳

سودا کی منقبتی قصیدہ گوئی کے سبب ہی اردو قصیدہ گوئی کا معیار بلند ہوا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ اردو قصیدے کو جو عروج سودا نے عطا کیا ہے نہ اس سے پہلے کسی شاعر نے دیا اور نہ بعد میں کوئی شاعر دے پایا۔ یہی وجہ ہے کہ سودا کے بارے میں خواجہ محمد زکریا نے یہ لکھا ہے:

"تعداد اور معیار کے لحاظ سے سودا کے قصیدے اردو کے بہترین قصیدے ہیں۔۔۔ فن قصیدہ نگاری جس طرح ایران اور ہندوپاکستان میں رائج رہا۔۔۔ ان معیاروں پر پرکھیے تو سودا نہ صرف اردو کا عظیم قصیدہ نگار ماننا پڑتا ہے بلکہ ایران کے بڑے بڑے قصیدہ نگاروں کا مد مقابل بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے۔"(۹)

سودا کے معاصرین میں نظیر اکبر آبادی، میر تقی میر، میر حسن، انشاء اللہ خاں انشا اور مصحفی کی منقبتیں اردو کی مذہبی شاعری کا خاص حصہ ہیں۔ نظیر کی ایک منقبت کے چند اشعار دیکھیے:

علی کی یاد میں رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں — علی کو وصف کچھ کہنا سعادت اس کو کہتے ہیں
علی کی مدح کا پڑھنا کرامت اس کو کہتے ہیں — علی کے نام کا لینا حلاوت اس کو کہتے ہیں(۱۰)

میر تقی میر کے منقبتی اشعار کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

جو معتقد نہیں ہے علی کے کمال کا
ہر بال اس کا تین پہ ہے موجب وبال کا

رکھنا قدم پر اُن کے قدم کب ملک سے ہو
مخلوق آدمی نہ ہو ایسی چال کا

توڑا بتوں کو روش نبی پر قدم کو رکھ
چھوڑا نہ نام کعبہ میں کفر و ضلال کا

تحریر
مجلہ زبان وادب
جلد۱۰ شمارہ۱، ۲۰۲۳ء

فکر نجات میرؔ کو کیا ، مدح خواں ہے وہ
اولاد کا علی کی، محمد کی آل کا(۱۱)

انیسویں صدی عیسوی میں مومن خان مومن، مرزا غالب، اسیر لکھنوی، مشہدی، شہیدی، عزیز لکھنوی، صفی لکھنوی، امیر مینائی، محسن کاکوری، جلال لکھنوی اور منیر شکوہ آبادی کے منقبتی قصیدے بزرگان دین کی مدح میں ہیں۔ غالب کے منقبتی قصیدے کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

غالب کے معنی قصیدے کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

مظہر فیض خدا جان و دل ختم رسل — قبلہ آلِ نبی کعبہ ایجاد و یقیں
برش تیغ کا ہے اس کی جہاں میں چرچا — قطع ہو جائے نہ سر رشتہ ایجاد کہیں
کفر سوز اس کا وہ جلوہ ہے کہ جس سے ٹوٹے — رنگ عاشق کی طرح رونق بتخانہ چیں
جسم اطہر کو ترے دوش پیمبر منبر — نام نامی کو تیرے ناصیہ عرش نگیں
تیری مدحت کے لیے ہیں دل و جاں کام و زباں — تیری تسلیم کو ہیں لوح و قلم دست و جبیں
کس سے ہو سکتی ہے مداحی ممدوح خدا — کس سے ہو سکتی ہے آرائش فردوش بریں
دے دعا کو وہ مری مرتبہ حسن قبول — کہ اجابت کہے ہر حرف پہ سو بار آمیں
غم شبیر سے ہو سینہ یہاں تک لبریز — کہ رہیں خون جگر سے مری آنکھیں رنگیں[۱۲]

ہندوستان میں انیسویں صدی عیسوی اس حوالے سے بھی اہم ہے کہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں ناکامی کے بعد مسلمان جن کٹھن حالات کا شکار ہو گئے تھے ان میں مذہب سے بیگانگی کے بجائے قربت بڑھ گئی تھی اور یہ حقیقت بھی ہے کہ انسان جب مشکلات کا سامنا کرتا ہے تو یاد الٰہی بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے جبکہ اس زمانے میں اردو کی مذہبی شاعری کو فروغ حاصل ہوا۔ اس ضمن میں مولوی عبدالحق کا یہ تجزیہ اہمیت کا حامل ہے۔

انسان جب ہر طرف سے مایوس ہو جاتا ہے تو مذہب کی پناہ ڈھونڈتا ہے۔ مسلمان دولت واقبال، جاہ ثروت سب کچھ کھو چکے تھے ،ایک مذہب رہ گیا تھا اس لیے یہ انھیں اور بھی عزیز ہو گیا۔[۱۳]

تحریر
مجلہ زبان و ادب
جلد ۱، شمارہ ۱، ۲۰۲۳ء

اس عہد میں جہاں ایک طرف انیس و دبیر کے مرثیوں میں مناقب کا التزام دیکھنے میں آتا ہے۔ وہیں دوسری طرف شبلی اور مولانا احمد رضا بریلوی نے بھی اثر انگیز منقبتیں لکھی ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں کے منقبتی اشعار کی چند مثالیں:

باغباں اللہ گلین مصطفی — عندلیب نغمہ زن مولان علی

اس نے لقب خک شہنشاہ سے پایا — جو حیدر کرار ہے ، مولا ہے ہمارا

تمجیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے — آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی — زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

نبوی مینہ، علوی فصل، بتولی گلشن — حسنی پھول ، حسینی ہے مہکتا تیرا(۱۴)

بیسوی صدی عیسوی جسے انقلاب اور جدیدیت کا سنگ میل کہا جاتا ہے۔ اردو منقبت نگاری کے اعتبار سے بھی اہم ثابت ہوئی۔ اس ضمن میں منقبت نگاروں میں سر فہرست نام علامہ محمد اقبال کا ہے۔ جنھوں نے اپنے منقبتی اشعار کے ذریعے مسلمانان برصغیر کو اسلام کی نام و شخصیات کے کارناموں سے روشناس کرانے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو اپنے اسلام کے نقش قدم پر چلنے کی دعوتِ فکر بھی دی۔

یہاں اقبال کی مناقب کی چند مثالیں تحریر کی جا رہی ہیں:

صدق خلیل بھی ہے عشق صبر حسین بھی ہے عشق
معرکہ وجود میں بدر و حنین بھی عشق
غریب و سادہ ہے داستان حرم
نہایت اس کی حسینؑ ابتدا ہے اسماعیل(۱۵)

بیسویں صدی عیسوی کے دیگر اہم منقبت گو شعرا میں اسماعیل میرٹھی، حسرت موہانی، نظم طباطبائی، جوش ملیح آبادی، نجم آفندی، سید آل رضا، شاہد نقوی، حفیظ جالندھری، قیصر بارہوی، جمیل مظہری، جعفر علی پوری علی اختر جون پوری، محمد رضا بیدل اللہ آبادی، پیام اعظمی خال، اثر لکھنوی، لکھنوی علی عباد قیس زندگی تعشق، سید حسن خیال، ذکی رضا بریلوی، زیبا دولوی، علی جواد زیدی، سالک لکھنوی، سحر لکھنوی، قمر جلالوی، نیم امروہوی، اور وحید الحسن شامل ہیں۔

حسرت موہانی کی منقبت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

علی کے لال زہرہ کے دلارے

تحریر
مجلہ زبان وادب
جلد۱۰شمارہ۱۰،۲۰۲۳

رسول اللہ کی آنکھوں کے تارے
نمونے شیوہ خلق حسن کے
نمایاں ہیں تیری سیرت میں تارے (۱۶)

حفیظ جالندھری کا "شاہنامہ اسلام" اسلامی شخصیت کے کارناموں اور سیرت و کردار کی مداحی سے آراستہ ہے۔ شاہ نامہ میں حضرت فاطمۃ الزہرا کی رخصتی کے کے عنوان سے درج منقبتی نظم کے کچھ اشعار یہاں تحریر کیے جارہے ہیں:

چلی تھی باپ کے گھر سے نبی کی لاڈلی پہنے
حیا کی چادریں ، عفت کا جامہ ، صبر کے گہنے
ردائے صبر بھی حاصل تھی توفیق سخاوت بھی
کہ ہونا تھا اسے سرتاج خاتونانِ جنت بھی
اس کی تربیت میں اُسوہ تھا یمن و سعادت کا
اس کی گود سے دریا ابلنا تھا شہادت کا
وہی غیرت جو خاتم حق کا نگینہ تھی
امیں کی لاڈلی ہی اُس امانت کی امینہ تھی (۱۷)

بیسویں صدی کے وسط آخر میں منقبت گو شعرا میں سردار نقوی، گلزار بخاری، اثر ترابی، سیف زلفی، محسن نقوی، افتخار عارف، ظفر شارب، فیض الحسن فیض، عاصی کرنالی، اقبال کاظمی، سید سبط جعفر زیدی، ڈاکٹر خیال امروہوی، حفیظ تائب، نقاش کاظمی، محشر لکھنوی اور ریحان اعظمی کے نام نمایاں ہیں۔

منقبت نگاری کے ماخذات قرآن کریم۔ احادیث رسول اکرم ﷺ کتب سیر و مغازی وغیرہ میں ملے ہیں۔ جہاں بھی لازم ہے اسلامی خیر اور نیکی کے ذکر کی تلقین اور اس کے بیان کو پسندیدہ کہا گیا ہے۔ وہاں صاحبان خیر و نیکی کا ذکر تعلیمات میں بندوں کے احسانات پر اظہار تشکر ضروری ہے۔ لہذا حمد و نعت کی طرح منقبت کی صنف بھی رواج پذیر ہوئی جس میں بزرگان دین کی روحانی اور دینی خدمات کا بیان احسان شناسی اور کے جذبے سے کیا جاتا ہے۔

تحریر
مجلہ زبان وادب
جلد۱۰ شمارہ ۲۰۲۳،۰۱

حوالہ جات

۱. مختار حیدر خان: "سبیل"(مقدمہ) ممتاز اکیڈمی، رحیم یار خاں، ۱۹۷۳ء، ص۹

۲. امداد امام اثر: کاشف الحقائق "(جلد دوم) معین الارب، لاہور، بار دوم، ۱۹۵۶ء، ص ۴۱۴

۳. سید مسعود حسن رضوی ادب: (مرتب) فائز دہلوی اور دیوانِ فائز نظامی پریس، لکھنو، بار دوم، ۱۹۶۵ء، ص

۴. سید احسن زیدی: اردو میں منقبت نگاری "ص ۱۴۳

۵. میر مہدی حسن احسن: "لکھنوی وتعات انیس اصح النطابع لکھنو، ۱۹۰۸ء، ص ۸۱

۶. ڈاکٹر سیدہ جعفر: (مرتب) کلیاتِ محمد ولی قطب شاہ ترقی اردو نئی دہلی، بار اول، ۱۹۸۵ء، ص ۳۰۲

۷. نور الحسن ہاشمی: (مرتب) کلایت ولی وکی "انجمن ترقی اردو ہلی بار دوم، ۱۹۲۵ء، ص ۴۱

۸. سید جلال الدین احمد جعفری ذینی: "الحاج مولانا تاریخ قصائد اردو، ۱۹۵۱ء، ص ۸۶۰

۹. دو خواجہ محمد زکریا: "اردو کی قدیم اصناف شعر "لاہور اکیڈمی، لاہور، سن، ص ۴۰۲

۱۰. مظفر اکبر آبادی: "کلیات، منشی نول کشور، لکھنو، ۱۹۴۴ء، ص ۴۹۹

۱۱. دو میر تقی میر: "انتخاب کلام "(مرتبہ) سنبل سرافراز، مکتبہ الفتوح، لاہور، سن، ص ۱۸

۱۲. غالب: "دیوانِ نعت و منقبت (تحقیق و تدوین) ڈاکٹر سید تقی عابدی، شاہد پبلی کیشنز، نئی دہلی، ۲۰۰۶ء، ص ۵۳۸،۵۳۵

۱۳. مولوی عبد الحق: "چند ہم عصر "اردو اکیڈمی سندھ، کراچی، اکتوبر ۱۹۷۹ء، ص ۱۴۴، ۱۴۵

۱۴. رشید وارثی: "اردو نعت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ فضلی سنز، کراچی، بار اول، ۲۰۱۰ء، ص ۳۰۷

۱۵. شیخ محمد اقبال: "کلیاتِ اقبال" شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، فروری ۱۹۷۴ء، ص ۴۰۴

۱۶. حسرت موہانی: "کلیات "شیخ غلامی علی اینڈ سنز، لاہور، بار چہارم، ۱۹۶۸ء، ص ۲۸۳

۱۷. خواجہ سردار محمد امیری شکوری: "مناقب اطہار نعت اکادمی فیصل آباد، ۱۹۹۴